ابتدائے اسلام میں پولیس

ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صدیقی



ابتدائے اسلام میں پولیس

اہمیت و فرائض

ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی

دعوۃ اکیڈمی

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

مطبوعات نمبر ۱۷۷

موضوع ــــــــــــ ابتدائے اسلام میں پولیس

مصنف ــــــــــــ ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صدیقی

رابطہ کار ــــــــــــ محمد شاہد رفیع

سرورق ــــــــــــ سیّد مبین الرحمٰن

طابع ــــــــــــ آئی آر آئی پریس۔ اسلام آباد

ناشر ــــــــــــ دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی،
اسلام آباد

کتابت ــــــــــــ انجم

تاریخ اشاعت ــــــــــــ ستمبر ۱۹۹۱ء

پیش لفظ

اسلام کی ہمہ گیر و ہمہ جہت تعلیمات کے جس پہلو پر بھی نظر دوڑائیں ایسی عملی، جامع اور بے مثال ہدایات ملتی ہیں کہ ان پر اگر عملدرآمد کیا جائے تو نہ صرف اس دنیا کی زندگی امن و سکون اور فلاح و کامرانی سے بہرہ ور ہو جائے بلکہ الٰہی احکامات پر عمل کرنے کی وجہ سے اصل کامیابی ---------- آخرت میں خدا کی رضا ---------- بھی حاصل ہو جائے۔ یہ بات یوں تو ہر مسلمان کہتا بھی ہے اور اس پر یقین بھی رکھتا ہے لیکن اس پر واقعتہً کم ہی لوگ عمل پیرا ہیں اس کم عملی بلکہ بدعملی کی اصل وجہ یہ ہے کہ بہت کم لوگ اس سے واقف ہیں کہ اسلام کا یہ نظام ہے کیا ہے اور سکون و مسرّت کا حصول اس کے ذریعے کیسے ممکن ہے؟

اسلام نے معاشرہ کو امن و آشتی سے ہمکنار کرنے کے لئے جہاں افراد معاشرہ کی دینی اور اخلاقی تربیت پر بہت زیادہ زور دیا ہے وہیں امن کی برقراری اور بحالی کے لئے قوانین اور احکام بھی بڑی جامعیت کے ساتھ دیئے ہیں۔ ان قوانین و احکام کو سمجھنے کے لئے قرآن کریم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے روشنی

حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ صدر اسلام میں ان قوانین کے نفاذ کے طریقے بھی جاننے کی ضرورت ہے۔ زیر نظر کتابچہ اسی ضرورت کی تکمیل کے پیش نظر جناب ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صدیقی نے تحریر کیا ہے۔ یہ مقالہ ابتداءً ادارہ تحقیقات اسلامی کے تحقیقی مجلے فکر و نظر میں شائع ہوا تھا۔ ہم اس مقالہ کو ایک دعوتی کتابچے کی شکل میں معمولی ترمیم و تبدیلی کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ اس کتابچے کی دعوۃ اکیڈمی سے اشاعت کی اجازت دینے پر ہم ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صاحب اور ادارہ فکر و نظر کے شکر گذار ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے قانون دان حضرات عموماً اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ارکان خصوصاً اس کتابچہ سے استفادہ کریں گے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی
ڈائریکٹر جنرل
دعوۃ اکیڈمی

ابتدائے اسلام میں پولیس

اہمیت و فرائض

ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی

دور نبوت میں پولیس کے فرائض کی ادائیگی کو کوئی متعین نام نہیں دیا گیا اور نہ آپؐ کی نیابت میں اس کام کو انجام دینے والی کوئی مخصوص جماعت مقرر کی گئی۔

آپؐ بازار کا گشت کرتے اور فروخت کی جانے والی اشیاء کی جانچ پڑتال کرتے کہ وہ دھوکہ اور فریب دھی کے ساتھ تو فروخت نہیں کی جا رہی ہیں اسی طرح کے ایک دورے کے بارے میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَرّ برجلٍ یبیعُ طعاماً فسئالہ کیف یبیع فأخبرہ، فأوحی الیہ' ادخل یدک فیہ' فأدخل یدہ فیہا' فاذا ھو مبلول فقال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم : لیس منامن غش (الفتح الربانی ۵-۵۹)

پولیس کو عربی زبان میں شرطہ کہتے ہیں۔

"شُرطہ" کا لفظ "شرط" سے بنا ہے۔ اس کی جمع "شُروط" اور "شرائط" ہے۔ شُرطہ کی جمع "شُرَط" اور یائے نسبتی کے ساتھ "شُرطی" ہے۔

اولاً شُرطہ مجاہدین کی اس جماعت کو کہا گیا جو جنگ میں ہراول دستہ کی حیثیت سے آگے بڑھتا اور اپنے اوپر یہ شرط عائد کر لیتا کہ مر جائیں گے مگر پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ اس طرح وہ جنگ میں جان کی بازی لگا دیتے تھے۔ (لسان العرب - ۹/۳۰۲)

علامہ زمخشری فرماتے ہیں :

الشُرطةُ نُخبةُ الجیش التی تشهد الوقعةَ اولاً، سُمّوبذالک لانهم یشرطون انفسهم للهلکة (الفائق فی غریب الحدیث ۲/۲۳۸)

(لشکر کے وہ منتخب سپاہی جو میدانِ جنگ میں آگے آگے ہوں اور اپنے اوپر مرنے مارنے کی شرط عائد کر لیں۔)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں

قال الازهری شُرطةُ کُلِّ شَیئٍ خِیارہ، ومنه الشُرطةُ لأنهم نخبة الجند وقیل هم اول طائفةٍ تتقدم الجیش وتَشهَدُ الوقعةَ (فتح الباری ۱۳/۱۳۵)

(ازہری کہتے ہیں کہ شرطہ کے معنی منتخب شے کے ہیں اسی لئے لشکر کے منتخب دستہ کو شرطہ کہا جاتا ہے اور یہ بھی مفہوم بیان کیا گیا ہے کہ لشکر میں جو دستہ آگے بڑھے اور جان کی بازی لگا دے وہ شرطہ کہلاتا ہے۔)

اس مفہوم کی وضاحت حضرت عبداللہ بن مسعود کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو فتح قسطنطینیہ کے بارے میں ہے کہ مسلمان رومیوں سے مقابلہ کے وقت اپنے اوپر یہ شرط

لگائیں گے کہ وہ صرف فتح یاب ہو کر ہی لوٹیں گے۔ (صحیح مسلم شرح النووی ۱۸/ ۲۴)

دورِ رسالت میں پولیس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری اور پھر میثاق مدینہ کے وجود میں آجانے کے بعد ذات والاصفات ہی تمام اختیارات کا مرکز اور منبع تھی۔ آپؐ اس نوزائیدہ ریاست کے سربراہ بھی تھے۔ اور پوری دنیا کو فتح کرنے والی انقلابی فوج کے سپہ سالار بھی۔ آپؐ ایک نوبہ نو تشکیل پانے والے معاشرے کے مصلح، قائد اور راہنما بھی تھے اور افراد معاشرہ کے معلّم اخلاق اور مربّی بھی۔ آپؐ منصف بھی تھے اور قاضی بھی۔

آپؐ نے وہ فرائض بھی انجام دیئے اور صحابہ کرامؓ سے ان کی تکمیل کرائی، جن کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ وہ فرائض تھے جو بعد کے ادوار میں پولیس کے پاس رہے۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو غلّہ فروخت کر رہا تھا۔ آپ نے اس سے بھاؤ دریافت کیا۔ اس نے بتایا، آپ کو وحی آئی کہ ہاتھ اندر ڈال کر دیکھیں۔ آپؐ نے ہاتھ اندر ڈالا تو غلّہ اندر سے گیلا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: دھوکہ دینے والا ہم سے نہیں ہے۔) (الفتح الربانی ۵-۵۹)

مجرموں کی گرفتاری

دورِ رسالت میں جب کوئی شخص کسی جرم کا ارتکاب کرتا تو صحابہ کرامؓ اسے پکڑ کر حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایسی متعدد احادیث ہیں جن میں یہ الفاظ ہیں کہ فلاں شخص نے ایسا کیا اور اسے پکڑ کر آپ کے پاس لایا گیا۔ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ الفاظ فرمائے کہ "نخذوا علی یدیہ" (اس کے

ہاتھ پکڑ لو)۔

"عن انس بن مالک ان رجلا من الیہود قتل جاریۃ من الانصار علی حلی لہا ثم ألقاھا فی قلیب و رضخ رأسہا بالحجارۃ فأُخِذَ فاُتِیَ بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فأمَرَ بِہ ان یُرجَمَ حتی یموتَ فرُجِمَ حتی مات" (صحیح بخاری ۳/۲۷۷۔)

(حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے ایک انصاری لڑکی کے زیور چھیننے کے لئے اسے قتل کر دیا اور پتھر سے اس کا سر کچل کر کنوئیں میں ڈال دیا۔ اسے پکڑا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو آپؐ نے حکم دیا کہ موت تک اسے سنگسار کیا جائے۔ چنانچہ اسے پتھر مارے گئے یہاں تک کہ وہ مر گیا۔)

عن ابی شریح الخزاعی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اُصیب بدم اُو خَبل، والخبل الجرح، فھو بالخیار بین احدی ثلاث اما ان یقتَصَ او یأُخذ العَقل او یعفو، فان أراد رابعۃ فخذوا علی یدیہ فان فعل شیأ من ذالک ثم عدا بعد فلہ النار خالدا فیہا مخلدا (صحیح بخاری ۳۔ ۲۷۷)

(ابو شریح الخزاعی سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کا کوئی شخص مارا گیا یا زخمی ہوا ہو، اسے تین میں سے ایک بات کا اختیار ہے ... کہ قصاص

لے لے... یا دیت لے لے اور یا معاف کر دے۔ اگر اس نے کسی چوتھی بات کا ارادہ کیا تو اس کے ہاتھ پکڑ لو۔ اور اگر اس نے ان میں سے کوئی بات کر لی اور پھر زیادتی کی تو وہ جہنمی ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض جرائم کے الزام میں لوگوں کو محبوس بھی رکھا۔

حبس کی سزا

آپؐ نے قرض کی عدم ادائیگی اور اس میں ٹال مٹول پر حبس کا حکم فرمایا اور بعض جرائم پر خود ہی حبس کی سزا دی۔ البتہ ثبوت جرم سے پہلے محض الزام پر سزا اور مار پیٹ کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس سلسلے میں درج ذیل احادیث زیادہ اہمیت کی حامل ہیں...

۱۔ عن عمرو بن الشرید عن ابیہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیّ الواجدِ یحل عرضہ و عقوبتہ قال ابن المبارک یحل عرضہ یغلظ علیہم و عقوبتہ یحبس لہ۔ (سنن ابی داؤد۔ اردو، ۳/۱۱۰)

(حضرت عمرو بن شرید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار آدمی کا قرض ادا نہ کرنا عزت ریزی اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔ ابن المبارک نے فرمایا کہ اس حدیث میں عزت ریزی سے مراد یہ ہے کہ اسے برا بھلا کہا جائے اور سزا سے مراد سزائے حبس ہے۔)

۲۔ عن بہز بن حکیم عن أبیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حبس رجلا فی تہمۃ۔

(سنن ابی داؤد - ۳/۱۱۰- جامع ترمذی)

(بہز بن حکیم اپنے والد اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو تہمت میں حبس میں رکھا۔)

۳۔ عن النعمان بن بشیر رفع الیہ نفر من الکلاعیین ان حاکۃ سرقوا متاعا فحبسہم ایاما ثم خلی سبیلہم فأتوہ فقالوا أخلیت سبیل ہؤلاء بلا امتحان ولا ضرب فقال النعمان ماشئتم ان شئتم اضربہم فان أخرج اللہ متاعکم فذاک والا أخذت من ظہورکم مثلہ قالوا ہذا حکمک قال ہذا حکم اللہ عزوجل ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(سنن النسائی شرح السیوطی - ۸/۶۶)

(نعمان بن بشیر کے پاس بنو کلاع کے کچھ لوگ اپنا مقدمہ لے کر آئے کہ جلاہوں نے ہمارا سامان چوری کر لیا ہے۔ آپ نے انہیں کچھ روز حبس میں رکھا اور پھر چھوڑ دیا۔ یہ لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے انہیں بغیر آزمائش اور مار پیٹ کے چھوڑ دیا۔ اس پر نعمان نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں انہیں ضرب کی سزا دوں۔ پھر اللہ نے تمہارا سامان تمہیں دلوا دیا تو درست ورنہ میں تمہاری پیٹھوں سے اس کا بدلہ لوں گا۔ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کا فیصلہ ہے؛ نعمان نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔)

۴- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسیروں کو مسجد کے ستون سے باندھ دینے کا حکم فرماتے تھے اور قاضی شریح غریم (نادھندہ مقروض) کو مسجد کے ستون سے باندھنے کا حکم دیتے تھے۔ (صحیح بخاری - ۱/۹۲)

بازار میں خرید و فروخت کے معاملات میں قانون کی خلاف ورزی پر برسر موقعہ سزا دی جاتی تھی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ:

۵- لقد رأیت الناس فی عهد النبی صلی اللہ علیه وسلم یبتاعون جزافاً یعنی الطعام یضربون ان یبیعوه فی مکانهم حتی یؤووه إلی رحالهم (صحیح بخاری ۲/۱۶)

(میں نے عہد نبوی میں دیکھا کہ لوگ غلّہ اندازے سے خریدتے پھر اسے اگر اپنے ٹھکانے پر لے جانے سے قبل اسی جگہ فروخت کرتے تو انہیں مار لگائی جاتی۔)

بعض اہم نکات

احادیث کی تلاش و جستجو کے دوران میں متعدد ایسی احادیث سامنے آتی ہیں جن سے پولیس کے فرائض و اثبات جرم اور اقبال جرم وغیرہ کے بارے میں بہت سے اہم نکات پر روشنی پڑتی ہے۔ اس طرح کی تمام احادیث کا اس مقام پر ضبط تحریر میں لانا تو ممکن نہیں ہے۔ البتہ ہم بطور مثال چند واقعات و احادیث ذکر کرتے ہیں:

ماعز اور غامدیہ کے زنا کے اعتراف کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایسے سوالات کئے جن سے یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ ان کا اعتراف جنون یا کسی نفسیاتی دباؤ کے تحت نہیں ہے بلکہ وہ فی الواقع اعتراف جرم کر کے سزا پانا چاہتے تھے۔ (سنن ابوداؤد اردو - ۳/۵۸۵)

ایک لڑکا جو کسی کے یہاں ملازم تھا وہ اپنی مالکہ کے ساتھ ملوث ہو گیا۔ اس کا باپ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا۔ آپؐ نے مقدمہ کی تمام تفصیل سننے کے بعد حضرت اُنیس کو حکم دیا کہ ملزمہ سے پوچھ گچھ کریں اگر وہ اعتراف کرلے تو اسے رجم کردیں۔

(سنن الدارمی ۲/۹۸)

قیس بن سعد بن عبادہ

حضرت قیس بن سعد بن عبادہ بن دلیم انصاری بہت جلیل القدر صحابی تھے وہ عرب کے ذہین ترین اور سخی ترین آدمی تھے آپ بہت بہادر جری اور جنگی تدبیروں سے آشنا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قیس بن سعد کو اس کام پر مقرر فرمایا تھا کہ وہ کسی کو محبوس کریں، کسی کو ماریں اور کسی کو پکڑیں چونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ایسے فرائض انجام دیتے تھے جو صاحب الشرطہ (پولیس) کے فرائض ہیں اس لئے حضرت انس بن مالک نے انہیں "صاحب الشرطۃ" سے تشبیہ دی۔ چنانچہ روایت ہے کہ:

عن انس أن قیس بن سعد کان یکون بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلۃِ صاحبِ الشُرطۃِ من الامیر (صحیح البخاری ۴/۲۳۶)

صاحب الشرطۃ عہد نبوت کے عمّال میں کوئی عامل نہیں ہوتا تھا۔ یہ لفظ بنی امیہ کے دور میں آیا ہے۔ حضرت انس کا مقصود اپنے دور کے لوگوں کی تفہیم کے لئے ان کے عمل کو صاحب الشرطہ سے تشبیہ دینا ہے۔ (اغالباً مراد یہ ہے کہ "صاحب الشرطہ" کا باقاعدہ منصب اور عہدہ

اموی دور میں وجود میں آیا۔)

حضرت قیس بن سعد کے بارے میں حضرت انس کو مذکورہ حدیث سے اس امر کی وضاحت ہوگئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قیس کو ان کاموں کے لئے مقرر کیا تھا اور وہ آپؐ کی نیابت میں مجرموں کو گرفتار کرنے انہیں سزا دینے اور ضرب لگانے کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اگرچہ حیاتِ طیبہ میں حضرت قیس کے ان فرائض کی انجام دہی کے لئے کوئی متعیّن اصطلاح وضع نہیں کی گئی تھی اور اس وقت "شرطہ" یا "صاحب الشرطہ" کے لفظ کا بھی اطلاق نہیں ہوا تھا، بلکہ بقول حافظ ابن حجر یہ اصطلاح دور اموی میں متعارف ہوئی لیکن چونکہ حضرت قیس نے وہ فرائض انجام دیئے جو بعد میں صاحب الشرطہ کے فرائض قرار پائے۔ اس لئے حضرت انس نے انہیں "صاحب الشرطہ" سے تشبیہ دی، اور فرمایا کہ ان کا منصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں ایسا تھا جیسا کہ کسی امیر کے یہاں صاحب الشرطہ کا ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مجرموں کی گردن اڑانے کے لئے بھی بعض افراد مقرر کر دیئے گئے تھے۔ اور حضرت زبیر، حضرت علی، مقداد بن الاسود، محمد بن مسلمہ، عاصم بن ثابت اور ضحاک بن سفیان کلابی اس خدمت کو انجام دیا کرتے تھے۔ (سیرۃ النبی ۔۲۲/۷۸)۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضرت مغیرہ بن شعبہ آپ کی حفاظت کے لئے آپ کے پاس تلوار لئے کھڑے رہے۔

(زاد المعاد ۔ ۱/۳۲ ۔ گوہر رحمان ۔ اسلامی ریاست ۳۰۶)

عہد فاروقی میں پولیس

حضرت عمر فاروق تاریخ عالم کے انتہائی مدبر، جنرس اور پیش بین حکمران تھے۔

انہوں نے اسلامی حکومت کی جس طرح تاسیس کی تھی اس میں بڑی جامعیت اور ہمہ گیر پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ریاست وحکومت کے ہر پہلو میں ایسے کارنامے انجام دیئے کہ تاریخ عالم میں ان کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

حضرت عمرؓ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے باقاعدہ فوج تیار کی، ان کے ناموں اور ان کی تنخواہوں کے اندراج کئے۔ نظام عدل کی بنیاد رکھی۔ عدلیہ کو انتظامیہ سے جدا مستقل طور پر ترقی دی اور "احتساب" اور "عسس" کا وسیع نظام قائم کیا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ ہی وہ پہلے خلیفہ ہیں جن کے عہد میں "الشرطہ" پولیس وجود میں آئی۔ جس نے حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں زیادہ ترقی پائی۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود جو حضرت عمرؓ کے مقرر کردہ عامل تھے انہیں جب ایک جرم کی رپورٹ ملی تو انہوں نے فوراً الشرطہ کو مجرمین کو گرفتار کر کے لانے کے لئے روانہ کر دیا۔

عن ابی وائل عن معیر السعدی قال خرجت اسقی فرسالی فی السحر فمررت بمسجد بنی حنیفة و هم یقولون ان مسلیمة رسول الله فاتیت عبد الله بن مسعود ناخبرته فبعث الشرطة فجاؤا بهم فاستتابهم فتابوا فَخَلّی سبیلهم وضربِ عنق عبد الله بن النواحة فقالوا اخذتَ قوماً فی اُمرٍ واحد فقتلتَ بعضهم وترکت بعضهم قال انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم وقدم علیه هذا و ابن اثال بن حجر فقال اتشهدان۔ انی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالا نشهد ان مسیلمة رسول الله فقال النبی آمنت بالله و رسله ولو کنت قاتلا وفداً لقتلتکما قال فلذا

فقتلہ" (۲۳)

(معیر السعدی سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں صبح سویرے اپنے گھوڑے کو پانی پلانے نکلا تو میرا گذر مسجد بنی حنیفہ سے ہوا، وہاں لوگ کہہ رہے تھے کہ مسیلمہ خدا کا رسول ہے۔ اس پر میں عبداللہ بن مسعود کے پاس آیا اور انہیں بتایا۔ انہوں نے شرطہ بھیجا اور وہ انہیں گرفتار کر کے لے آئے حضرت عبداللہ نے ان سے توبہ کرائی انہوں نے توبہ کرلی۔ تو انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اور ان میں سے عبداللہ بن نواحہ کی گردن اڑا دی۔ اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ نے ایک ہی معاملہ میں کچھ لوگوں کو گرفتار کیا اور ان میں سے کسی کو چھوڑ دیا اور کسی کو ہلاک کر دیا۔ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ یہ شخص اور ابن اثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور جب آپؐ نے ان دونوں سے پوچھا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں رسولِ خدا ہوں؟ تو ان دونوں نے کہا تھا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں اور اگر میں کسی وفد کو قتل کرنے ہوتا تو تم دونوں کو قتل کر دیتا۔ اسی لئے مَیں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔

ابو شجرہ نامی ایک شخص جو مرتد ہو گیا تھا، حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور ان سے طلب حاجت کی۔ حضرت عمرؓ نے اس کے سر پر کوڑے سے ضرب لگائی وہ بھاگ کر اپنی قوم میں واپس آیا اور کہا کہ میں عمرؓ اور اس کی شرطہ سے بھاگ کر آیا ہوں۔ (الماوردی۔ صفحہ ۵۷)

علامہ شبلی نعمانی تحریر کرتے ہیں:

پولیس کا صیغہ مستقل طور پر قائم ہو گیا تھا۔ اور اس وقت اس کا نام "احداث" تھا۔ چنانچہ افسران پولیس کو "صاحب الاحداث" کہتے تھے۔ بحرین پر حضرت عمرؓ نے قدامہ بن مظعون اور حضرت ابوہریرہؓ کو مقرر کیا تو قدامہ کو تحصیل مالگذاری کی خدمت دی اور حضرت ابوہریرہؓ کو تصریح کے ساتھ پولیس کے اختیارات دیے۔ (الفاروق۔ ۳۴۶)

عہد فاروقی میں بہت سی مثالیں ایسی ملتی ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خود حضرت عمرؓ ان فرائض کو انجام دیتے رہے اور ان فرائض سے متعلق آپ نے وقتاً فوقتاً بڑی واضح ہدایات جاری فرمائی ہیں اور بعض مقامات پر ایسے اصول ملتے ہیں جو آج کے پولیس نظام میں ترقی یافتہ اور جدید اصول سمجھے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک موقعہ پر حضرت عمرؓ نے یہ اصول بیان فرمایا کہ "قاتلوں کو گرفتار کر لاؤ اور کوئی شخص انہیں پناہ نہ دے۔ "مجرم کو پناہ دینا بذاتِ خود ایک جرم ہے" اور حضرت عمرؓ نے اس کی بڑے واضح الفاظ میں ممانعت فرمائی۔ حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں کوڑا رہتا اور اکثر اسے وہ بطور تنبیہ اُٹھا لیا کرتے تھے۔

ام ورقہؓ ایک بڑے رتبہ والی صحابیہ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے۔ ایک مرتبہ انہوں نے جہاد میں شرکت کر کے زخمیوں کی دیکھ بھال اور بیمار مجاہدوں کی تیمارداری کرنے کی درخواست کی اور تمنا ظاہر کی کہ شاید اس طرح مجھے درجہ شہادت نصیب ہو۔ ان صحابیہ کے پاس ایک غلام تھا اور ایک باندی۔ انہوں نے ان دونوں کو مُدبّر بنا دیا تھا یعنی ان کی وفات کے بعد وہ دونوں آزاد ہو جائیں گے۔ ان دونوں سے صبر نہ ہوا اور ایک چادر سے ان کا گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا اور فرار ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے اعلان فرمایا کہ ان دونوں کو کوئی پناہ نہ دے اور جہاں ملیں گرفتار کر کے لائیں۔ چنانچہ وہ پکڑ کر لائے گئے۔ آپ نے انہیں قتل کروا کر پھانسی

پر لٹکوا دیا۔ پھانسی کی سزا بطور تعزیر دی کیونکہ انہوں نے اپنی محسنہ کو بے دردی اور بے رحمی سے قتل کیا تھا۔

حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں ایک عورت ایک انصاری نوجوان پر فریفتہ ہو گئی۔ لیکن وہ نوجوان اپنا دامن بچاتا رہا۔ جس پر اس عورت نے یہ فریب کیا کہ انڈے کی سفیدی اپنے کپڑوں اور جسم پر لگالی اور چلاتی ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی اور کہا کہ اس شخص نے مجھے رسوا کر دیا اور میرے اوپر غالب آگیا جس کے اثرات میرے اوپر موجود ہیں۔ اس پر حضرت عمر نے عورتوں سے پوچھ گچھ کی تو انہوں نے کہا کہ اس کے کپڑوں اور جسم پر منی کے نشانات ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ فاروق نے اس نوجوان پر سزا جاری کرنے کا ارادہ کیا۔ تو وہ نوجوان گڑگڑانے لگا۔ اس نے کہا کہ اے امیر المومنین! میرے معاملے میں تحقیق کر لیجئے۔ میں نے کسی برائی کا ارتکاب نہیں کیا ہے۔ پہلے اس عورت نے ہی مجھے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی لیکن میں ہر حال میں پاک دامن رہا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے رائے طلب کی۔ حضرت علی نے تیز گرم پانی منگوایا اور وہ کپڑوں پر لگی ہوئی سفیدی پر ڈالا اور اسے سونگھ کر دیکھا اور عورت کو بھی سرزنش کی تو اس نے بھی اپنے فریب کا اعتراف کر لیا۔

مذکورہ بالا واقعہ جرم کے بارے میں پولیس تحقیق اور ماہر کی رائے اور کیمیاوی تجزیہ (EXPERT OPINION AND CHEMICAL EXAMINATION) حاصل کرنے کے بارے میں بہترین راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس واقعہ میں حضرت عمر فاروق نے جرم کے وقوع کی تحقیق اور کپڑوں پر لگے ہوئے نشانات کے بارے میں حضرت علیؓ کی ماہرانہ رائے طلب کی۔ حضرت علی نے تجرباتی تحقیق کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ کپڑوں پر لگے ہوئے نشانات منی کے نہ تھے۔ کیونکہ انڈے کی سفیدی پر گرم پانی ڈالا جائے تو وہ سکڑ جاتی ہے اور سوکھ جاتی ہے جبکہ منی گرم پانی ڈالنے سے بہہ جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی حضرت علیؓ

نے اس عورت کو ڈرا دھمکا کر اس سے اعتراف جرم بھی کروا لیا۔ (الطرق الحکمیہ۔ ص ۴۸)

حضرت عمرؓ ریاست کے تمام معاملات کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ لوگوں کے مصالح کی تکمیل کے لئے رات کو بیدار رہتے اور گشت کرتے تھے۔ آپ نے رات کے وقت، اس امر کے لئے کہ کوئی جرم واقع نہ ہو اور کوئی ضرورت مند اپنی کسی احتیاج سے پریشان نہ ہو، باقاعدہ نظام عسس کی بنیاد رکھی تھی۔

ایک دفعہ جب آپ کو یہ اطلاع ملی کہ ابو محجن ثقفی اور ان کے احباب مے نوشی میں مشغول ہیں تو حضرت عمر ان کے گھر میں داخل ہو گئے، بعد میں آپ کو علم ہوا کہ خبر درست نہ تھی۔

ایک مرتبہ آپ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو ساتھ لے کر رات کے گشت پر نکلے اور ربیعہ بن امیہ بن خلف کے گھر پہنچے جو اس وقت شراب پی رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے پوچھا کہ کیا کیا جائے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے جواب دیا کہ یہ " ولا تجسّسوا " کے حکم میں آتا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ وہاں سے لوٹ آئے۔

حضرت عمرؓ نے شفا بنت عبداللہ کو بازار کا عامل (نگران) بھی مقرر کیا تھا۔ اسی طرح ایک عمر رسیدہ صحابیہ تھیں جن کا نام سمراء بنت نہیک اسدیہ تھا، وہ بھی حضرت عمرؓ کے زمانے میں کوڑا لے کر بازار میں گشت کرتی تھیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتیں اور اس پر لوگوں کو مارا کرتی تھیں۔

جیل خانہ کی ایجاد

علامہ شبلی نعمانی فرماتے ہیں

اس صیغے میں حضرت عمرؓ کی ایجاد یہ ہے کہ جیل خانے بنوائے

ان سے پہلے عرب میں جیل خانے کا نام ونشان نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سزائیں سخت دی جاتی تھیں۔ حضرت عمر نے اول مکہ معظمہ میں صفوان بن امیہ کا مکان چار ہزار درہم میں خریدا اور اس کو جیل خانہ بنایا۔ پھر اور اضلاع میں بھی جیل خانے بنوائے۔ علامہ بلاذری کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ کوفے کا جیل خانہ نرسل (بانس) سے بنا تھا۔ اس وقت تک صرف مجرم قید خانے میں رکھے جاتے تھے اور جیل خانے میں بھجوائے جاتے تھے۔

جیل خانہ تعمیر ہونے کے بعد بعض سزاؤں میں تبدیلی ہوئی مثلاً محجن ثقفی بار بار شراب پینے کے جرم میں ماخوذ ہوئے تو بالآخر حضرت عمرؓ نے ان کو حد کی بجائے قید کی سزا دی۔ (الفاروق ۳۴۶ - ۳۴۷)

حضرت علیؓ کے دور میں پولیس

حضرت علیؓ کے زمانے میں الشرطہ نے زیادہ وسعت اختیار کر لی تھی۔ قیس بن سعد بن عبادہ جو حضرت انس کے بقول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صاحب الشرطہ کے درجہ میں تھے۔ انہیں حضرت علیؓ نے مصر میں اپنا عامل مقرر کیا تھا۔ قیس بن سعد بن عبادہ حضرت علیؓ کے عہد میں امیر لشکر بھی رہے۔ ان کے پاس الشرطہ کے نام سے بارہ ہزار نفری پر مشتمل ایک نیم عسکری دستہ تھا جو عسکری مہمات کے علاوہ پولیس کے فرائض بھی انجام دیتا تھا۔ یہ دستہ ان کے پاس حضرت علیؓ کی وفات کے بعد بھی رہا۔

حضرت علیؓ کے زمانے میں "عامل شرطہ" کی اصطلاح بھی وجود میں آگئی تھی اور

انہوں نے عامل شرطہ کو بلاکر حکم دیا تھا کہ میں تمہیں وہ کام سپرد کر رہا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سپرد کیا تھا کہ میں بت اور مجسمے توڑ ڈالوں اور قبریں برابر کر دوں۔

"عن حنش الکنانی عن علی انہ بعث عامل شرطۃ فقال لہ أتدری علی ما أبعثک علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان انحت کل یعنی صورۃ وان اسوی کل قبر (مسند احمد ۱/۱۵۰)

(حنش الکنانی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنے عامل شرطہ کو روانہ کیا اور ان سے کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہیں ایک ایسے فرض کی ادائیگی کے لئے بھیج رہا ہوں جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا کہ میں تمام مجسمے (اور بت) توڑ ڈالوں اور قبریں برابر کر دوں۔)

عن کعب بن علقمۃ حدثنی مولی لعقبۃ بن عامر قال قلت لعقبۃ بن عامر ان لنا جیرانا یشربون الخمر قال استر قال ما استر علیہم ارید ان اذھب اجیئ بالشرط علیہم قال فقال لہ عقبۃ ویحک مہلا علیہم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رای عورۃ فسترھا کان کمن استحیا موؤدۃ من قبرھا۔

(سنن ابو داؤد- ۴-۱۴۶)

"کعب بن علقمہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عقبۃ بن عامر کے مولیٰ نے بیان کیا کہ میں نے عقبۃ بن عامر کو بتایا کہ ہمارے پڑوسی شراب پی

رہے ہیں انہوں نے کہا کہ ان کی پردہ پوشی کرو، مولیٰ نے کہا کہ میں پردہ پوشی نہیں کروں گا بلکہ میں سوچ رہا ہوں کہ شرطہ کو بلا کر لاؤں۔ عقبہ نے کہا برا ہو تیرا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی کا عیب دیکھا اور پھر اس کی پردہ پوشی کی وہ ایسا ہو گیا جیسا کہ کسی نے زمین میں زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو اس کی قبر سے زندہ اٹھا دیا۔

ایک نوجوان نے حضرت علیؓ کے پاس شکایت کی کہ فلاں فلاں لوگ میرے والد کو لے کر تجارتی سفر پر روانہ ہوئے تھے وہ خود تو واپس آ گئے ہیں مگر میرے والد واپس نہیں آئے۔ میں نے ان سے اپنے والد کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ راستے میں مر گیا۔ میں نے ان سے اپنے والد کے مال کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ اس نے کوئی مال نہیں چھوڑا ہے۔ حضرت علیؓ نے اسی وقت پولیس کا دستہ منگوایا اور ان میں سے ہر ایک شخص کو دو پولیس والوں کے سپرد کر کے حکم دیا کہ ان میں سے کسی کو ایک دوسرے سے ملنے نہ دیا جائے اور نہ باتیں کرنے دی جائیں۔ پھر اپنے کاتب کو بلوایا کہ وہ اس مقدمے کی کارروائی لکھتا جائے۔ حضرت علیؓ باری باری ان میں سے ہر ایک کو بلوا کر تحقیق کرتے رہے کہ یہ شخص کس دن تمہارے ساتھ روانہ ہوا تھا؟ کہاں کہاں تم ٹھہرے تھے؟ کس بیماری میں مرا تھا؟ کس نے غسل دیا تھا؟ کس نے نماز جنازہ پڑھائی تھی؟ کس نے دفن کیا تھا؟ اور اس کے مال و اسباب کا کیا ہوا؟ ہر شخص سے فرداً فرداً اسی طرح تفتیش کی گئی، اور ساتھ ہی حضرت علیؓ اس سے کہتے کہ سچ بول کہ یہی تمہاری جان بچ سکتی ہے۔ اس ساری کارروائی کے بعد حضرت علیؓ نے انہیں قید میں بھیجنے کا حکم دے دیا۔ دوران کارروائی بلند آواز سے حضرت علیؓ اور موجود لوگ اللہ اکبر کہتے۔ جس سے باقی سب لوگوں کو یہ تاثر ہوتا کہ ہمارے ساتھی نے اقرار کر لیا ہے۔ غرض اسی طرح حضرت علیؓ

نے سب سے اقرار کرا لیا اور ان سب سے مقتول کی دیت بھی وصول کی اور اس کا مال بھی واپس لیا۔ (الطرق الحکمیہ ص ۴۸-۴۹)

حضرت علیؓ کے زمانے میں پولیس کی موجودگی پر ایک اور واقعہ سے بھی نشاندھی ہوتی ہے۔ اس واقعہ میں پولیس کے لئے "عسس" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ واقعہ کی نوعیت اس طرح ہے کہ حضرت علیؓ کے زمانے میں ایک شخص کو ایک غیر آباد مکان سے اس طرح گرفتار کیا گیا کہ اس کے ہاتھ میں ایک خون آلود چھری تھی اور ایک مقتول کی لاش اس کے سامنے پڑی ہوئی تھی۔ جب اس سے قتل کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ قتل میں نے کیا ہے۔ لوگ اسے قتل کرنے کیلئے لے جانے لگے تو ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہا اے لوگو! جلدی نہ کرو، اسے حضرت علیؓ کے پاس لے چلو۔ حضرت علیؓ کے پاس جا کر اس دوسرے شخص نے کہا کہ مقتول کو اس شخص نے قتل نہیں کیا بلکہ میں نے قتل کیا ہے؟۔ اس نے کہا کہ دراصل میں قصاب ہوں۔ صبح سویرے میں نے گائے ذبح کی اور اس کی کھال اتارنے لگا۔ اسی دوران میں مجھے پیشاب کی شدت محسوس ہوئی تو میں اس ویرانے میں پیشاب کرنے چلا گیا۔ پیشاب کر کے دیکھا کہ لاش پڑی ہوئی ہے اور میرے ہاتھ میں اسی طرح خون آلود چھری تھی۔ میں پریشانی کی حالت میں یہ منظر دیکھ رہا تھا کہ پولیس (عسس) پہنچ گئی۔ میں نے محسوس کیا کہ ایسی کیفیت میں میری کوئی بات نہیں سنی جائے گی تو میں نے قتل کا اعتراف کر لیا۔

عہد اموی میں پولیس

مسلح لوگوں کا وہ دستہ جس سے خلیفہ یا والی امن و امان قائم رکھنے، نظم و نسق

بحال رکھنے اور جرائم پیشہ اور فساد پیدا کرنے والے لوگوں کو گرفتار کرنے کا کام لیتا ہو۔ اس کے علاوہ ان کے کچھ فرائض اور بھی تھے جن کا مقصود لوگوں کی حفاظت اور ان کے اطمینان کا حصول تھا۔ ان کو شرطہ اس لئے کہا گیا کہ ان کے لباس پر کچھ علامتیں لگی ہوئی ہوتی تھیں جن سے یہ پہچانے جاتے تھے۔

رات کے وقت شہریوں کی حفاظت اور ان کی چوکیداری کا نظام سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے قائم کیا۔ حضرت علیؓ کے زمانے میں شرطہ کی باقاعدہ تنظیم ہوئی اور اس کے سربراہ کا نام صاحب الشرطہ تجویز ہوا۔ شرطہ کا قائد کسی ایسے آدمی کو مقرر کیا جاتا تھا جو لوگوں میں ممتاز، صاحب خاندان اور قوت والا ہو۔ یہ امن وامان قائم رکھنے میں اس مسلح جماعت کے سربراہ کے فرائض انجام دیتا تھا جو امن وامان کے قائم رکھنے میں خلیفہ یا ولی کی امداد کرتی تھی۔ اولاً شرطہ عدلیہ کے تحت تھا اور عدالتی فیصلوں کو نافذ کرنا اور حدود جاری کرنا اس کی ذمہ داری تھی۔ لیکن بعد میں یہ محکمہ قضاۃ سے علیحدہ ہو گیا اور صاحب الشرطہ کا کام جرائم کی روک تھام قرار پایا۔ دور عباسی اور اندلس کے اموی دور میں حدود کا اجراء بھی صاحب الشرطہ کی ذمہ داری تھی۔

۲۰ھ میں جب اہل عرب نے مصر فتح کر لیا تو اس وقت فسطاط شہر میں پولیس موجود تھی۔

هشام بن عبدالملک (۱۰۵-۱۲۵ھ) نے ایک محکمہ "نظام الاحداث" کے نام سے قائم کیا تھا جس کا سربراہ ایسی ذمہ داریاں انجام دیتا اور ایسے عسکری فرائض بجا لاتا تھا جو امیر لشکر اور شرطہ کے درمیان اوسط سمجھے جاتے تھے۔

۱۳۲ھ میں صالح بن علی نے ایک فوجی چھاؤنی قائم کی اور اس کے ساتھ ہی شاہی شرطہ کے لئے ایک علیحدہ مرکز قائم کیا اور اس کا نام دار الشرطۃ العلیا رکھا۔ اسی طرح اس نے الفسطاط میں پولیس مرکز قائم کیا جو دار الشرطۃ السفلیٰ کہلایا۔ غرض اس

طرح اس کے دور میں شرطہ کی دو قسمیں ہو گئیں :

۱ - الشرطة السفلی جس کا مرکز الفسطاط تھا

۲ - الشرطة العلیا جس کا مرکز فوجی چھاؤنی تھا۔

بنی امیہ کے عہد ہی میں اندلس میں اس محکمہ کی عظمت بڑھ گئی تھی اور وہاں اس کے دو شعبے بنا دیئے گئے تھے :

۱ - الشرطة الکبرٰی (بڑی پولیس)

۲ - الشرطة الصغرٰی (چھوٹی پولیس)

اس طرح پولیس کے دو محکمے وجود میں آ گئے۔ بڑا محکمہ اور چھوٹا محکمہ۔ اور ان کی یہ تقسیم ان کے اختیارات کی تقسیم اور فرق کی بنا پر تھی۔ چنانچہ الشرطة الکبرٰی کے اختیارات معززین شہر، عوام اور ان تمام طبقوں پر محیط تھے۔ یہ محکمہ افسران اور کارکنان حکومت کے اعمال پر بھی نظر رکھتا اور ان کی بدعنوانیوں کی روک تھام کرتا تھا۔ اس محکمہ کے اعلیٰ افسر کی کرسی شاہی محل کے دروازے کے پاس رکھی جاتی تھی اور لوگ بنچوں پر اس کے سامنے بیٹھتے تھے اور اس کی اجازت ہی سے وہاں سے ہٹتے تھے۔ یہ عہدہ حکومت کے بڑے بڑے لوگوں ہی کو ملتا تھا۔ حتیٰ کہ یہ وزارت وجاہت کا پیش خیمہ یا نشانی ہوتا تھا۔

(مقدمہ ابن خلدون - ۲/۳/۷)

دورِ عباسی میں پولیس

عباسی عہد میں نظام شرطہ زیادہ وسعت اختیار کر گیا اور حکومت کے اہم اداروں میں اس کا شمار ہونے لگا۔ پولیس افسر بعض معاملات میں فوج کے سربراہ کے ماتحت ہوتا۔ اس کا فریضہ یہ تھا کہ شروع ہی سے جرائم کی تمام تفصیلات کی

تحقیق کرے اور اس کے بعد سزائیں جاری کرے۔ شریعت (قضا) میں الزامات پر غور اس لئے کیا جاتا ہے کہ مجرموں کو ثبوت جرم کے بعد سزائیں دی جائیں؟ اور سیاست (انتظامیہ) میں اس کا مقصود جرائم کی پوری تحقیق اور قرائن کی موجودگی میں مجرموں سے ڈرا دھمکا کر جرائم کا اقرار کرانا اور عام مصلحت پر عمل کرانا ہے۔ لہٰذا وہ حاکم جو تحقیقات کا ذمہ دار ہوتا اور اس کے بعد قرار واقعی سزائیں دیتا اور قاضی کے فیصلوں پر عمل کراتا "صاحب الشرطۃ" کہلاتا تھا۔ کبھی یہ صاحب الشرطۃ قصاص و لتعزیرات کے معاملہ میں خود ہی ذمہ دار ہوتا اور قاضی کا ماتحت نہیں ہوتا تھا۔ (مقدمہ ابن خلدون۔ ۲۔ ۷۲)

افریقہ میں پولیس کے سربراہ کو "حاکم" (MAGISTRATE) کہا جاتا تھا جب کہ اسپین میں اس کا نام "صاحب المدینہ (TOWN CHIEF) تھا اور مصر میں ترکوں کی حکومت میں اسے "والی" (GOVERNOR) کہتے تھے۔

الماوردی نے پولیس کے فرائض اولایۃ علی حروب المصالح کے عنوان کے تحت بیان کئے ہیں۔

صاحب الشرطہ کسی ایسے شخص کو مقرر کیا جاتا تھا جو قوم میں ممتاز حیثیت اور زیادہ عصبیت اور قوت والا ہو۔ بہر حال "صاحب الشرطۃ" کا کام یہ تھا کہ وہ امن و امان قائم رکھے اور قانون شکنی کرنے والوں اور بدنظمی پیدا کرنے والوں کو گرفتار کرلے۔

شرطہ کے دو محکمے

۱۳۲ھ میں مصر میں الشرطہ کے دو محکمے وجود میں آگئے۔۔۔

الف الشرطۃ السفلیٰ

ب الشرطۃ العلیا

جوہر صقلی نے مصر فتح کرنے کے بعد "الشرطۃ العلیا" کو فوجی چھاؤنی

سے منتقل کر کے قاہرہ میں اس کا مرکز بنا دیا۔ ابن دقاق نے بیان کیا ہے کہ جس روز جوہر مصر پہنچا اسی روز "صاحب الشرطہ" کا انتقال ہو گیا تو جوہر نے یہ فریضہ جبر کے سپرد کیا۔ البتہ "دارالشرطۃ السفلیٰ" اسی طرح فسطاط میں رہا اور یہ محکمہ عروۃ بن ابراہیم اور شبل معرضی کے سپرد ہوا۔

اندلس میں پولیس کا نظام

اندلس میں شرطہ کا ادارہ پہلے ہی خاصی ترقی کر چکا تھا اور الشرطۃ الکبریٰ اور الشرطۃ الصغریٰ کے نام سے دو محکمے قائم ہو چکے تھے۔ جب عبدالرحمٰن الناصر حکمران ہوا تو اس نے الشرطۃ الوسطیٰ کے نام سے ایک تیسرے محکمہ کی داغ بیل ڈالی جس کا فریضہ یہ مقرر ہوا کہ وہ متوسط طبقوں یعنی تاجروں اور کارخانے داروں اور قابلِ عزت پیشے والے اساتذہ اور اطباء وغیرہ کے معاملات کی نگرانی کرے۔ اپنے عہد میں عبدالرحمٰن الناصر نے یہ عہدہ سعید بن حدیر کے سپرد کیا تھا۔

المقری کہتے ہیں کہ اندلس میں صاحب الشرطہ کو "صاحب المدینہ" اور "صاحب اللیل" بھی کہا جاتا تھا۔ اور بعض ادوار میں اس کا مرتبہ اس قدر بلند ہو گیا کہ وہ بغیر بادشاہ کی اجازت کے ہر اس شخص کو قتل کروا سکتا تھا جس کا قتل لازم ہو چکا ہو۔ وہ زنا، مے نوشی، کی حدیں جاری کرتا اور بہت سے شرعی امور میں اس کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ صاحب الشرطہ کے لئے ان اختیارات کا استعمال عادت بن چکا تھا اور انہیں قاضی (عدلیہ) کی رضامندی بھی حاصل تھی لیکن بہرحال عدلیہ کا مقام ان کی نسبت زیادہ بلند اور قابلِ احترام تھا۔

اندلس میں نظام عسس بھی موجود تھا جس کو دار بین کہا جاتا تھا۔ اندلس کے

شہروں میں گلیاں ہوتی تھیں جن کے دونوں طرف دروازے ہوتے۔ نمازِ عشاء کے بعد یہ دروازے بند کر دیئے جاتے اور پولیس کا آدمی گلی کی حفاظت کرتا۔ اس کے ساتھ ہی ہر دروازے پر چراغ بھی جلتا رہتا تھا۔

پولیس پر مصارف

حکومت شرطہ کے لوگوں پر بڑی فراخدلی کے ساتھ رقوم صرف کرتی تھی۔ انہیں بڑی بڑی تنخواہیں ملتی تھیں۔ یہانتک کہ بغداد کے صاحب الشرطۃ کی تنخواہ وہاں کے والی کی تنخواہ کے برابر ہوتی تھی۔ مرکزی حکومت میں دار السلطنت کے نظم ونسق کی ذمہ داری صاحب الشرطہ کی ہوتی تھی۔ اولاً شرطہ قضاۃ کے تابع تھی۔ اس وقت شرطہ کا کام مجرموں کو گرفتار کر کے ان پر حدود جاری کرنا اور قاضی کے فیصلوں کو نافذ کرنا ہوتا تھا۔ لیکن بعد میں شرطہ کے ادارہ کو قضاۃ سے علیحدہ کر کے والی کے تحت کر دیا گیا اور ہر طرح کے جرائم کا سدِ باب اس کی ذمہ داری قرار دی گئی۔

جو شہر اپنی اہمیت کے لحاظ سے کسی عامل یا خلیفہ کے نمائندہ کا مرکز قرار پاتا وہاں شرطہ کا بھی ایک دستہ مقرر کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ چھوٹے شہروں میں پولیس کی ایک جماعت ہوتی جس کا نام معونۃ ہوتا۔ اس کے افراد بھی وہی فرائض انجام دیتے جو شرطہ انجام دیتا تھا۔ اس کے سربراہ کو عام طور پر صاحب المعونۃ اور مصر میں والی الاحداث والمعاون کہتے تھے۔ یہ لوگ اپنے علاقے کی نگرانی وانتظام اور جرائم کی روک تھام کے لئے راتوں کو گشت لگاتے تھے۔ جس شہر میں والی یا امیر کا قیام ہوتا وہاں قیام امن کی ذمہ داری صاحب الشرطہ کی ہوتی جب کہ دوسرے شہروں میں یہ فریضہ صاحب المعونۃ انجام دیتا تھا۔ (الحضارۃ الاسلامیہ ۲-۲۷۹)

جرائم کی تحقیقات کرنا الشرطہ کا اہم فریضہ تھا۔ اور عموماً مجرم کو سزا دینا بھی ان کے

فرائض میں داخل ہوتا تھا۔

مکتفی باللہ کے زمانے کا ایک واقعہ ہے کہ چوروں نے بہت بڑی مالیت کا سامان چرایا جس کی رپورٹ خلیفہ کو بھی دی گئی۔ خلیفہ نے صاحب الشرطہ کو حکم دیا کہ کسی طرح چوروں کا پتہ لگایا جائے۔ چنانچہ اس نے شب و روز اس واقعہ کی تحقیق کے لئے گشت شروع کی گشت کے دوران میں اس کا ایک گلی سے گزر ہوا جو آگے سے بند تھی اور جس کے مقیم کچھ زیادہ خوشحال نہ تھے۔ اس گلی میں مچھلیوں کے چھلکے اس قدر کثیر تعداد میں پڑے ہوئے تھے کہ اس نے اندازہ لگایا اور پتہ کیا کہ یہ تقریباً ایک دینار مچھلیوں کے چھلکے ہو سکتے ہیں۔ اس پر اس کو شبہ ہوا اور اس نے اپنی پولیس کے دستے میں سے ایک آدمی کو بھیجا کہ جاکر اس گلی کے حالات کی تحقیق کرے۔ اس نے جاکر ایک دروازہ کھٹکھٹایا جس میں سے ایک عورت باہر آئی۔ پولیس کے آدمی نے اس سے کہا کہ میں بہت پیاسا ہوں، مجھے پانی پلائیں' وہ پانی پیتا جاتا تھا اور اس عورت سے ایسے سوالات کرتا جاتا جس سے اس چوری کے واقعہ پر روشنی پڑے۔ اس عورت نے بیان کیا کہ سامنے کے گھر میں پانچ نوجوان تاجر آکر ٹھہرے ہوئے ہیں جو سارا دن گھر میں رہتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں اور شطرنج کھیلتے ہیں اور رات کو کوکھ میں موجود اپنے مکان میں چلے جاتے ہیں۔ اس پر صاحب الشرطہ کو یقین ہوگیا کہ وہی چور ہیں۔ چنانچہ اس نے پولیس کا دستہ مکان کے گردو پیش میں چھپا دیا اور جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو اچانک ان کو گرفتار کر لیا اور تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہی چور ہیں جنہوں نے بہت سارا مال چرایا تھا۔

صاحب الشرطہ کا فیصلہ عادۃ جاریہ (عرف) کے مطابق ہوتا تھا۔ اس کے مقابلے میں قاضی اور محتسب اپنے فیصلے شرع کے مطابق کرتے تھے۔ صاحب الشرطہ کے اختیارات قاضی کے اختیارات سے زیادہ ہوتے تھے ۔ وہ اپنے ماتحت افسروں کی دی اطلاع پر مظلوم کی فریاد کا انتظار کئے بغیر از خود تحقیقاتی کارروائی شروع کر سکتا تھا لیکن قاضی کو یہ اختیار نہ تھا۔ ایسے مشتبہ اشخاص کو قید کرنے اور ان سے اعتراف جرم کرانے کے لئے ان پر سختی کرنے کا بھی

اختیار تھا (اس کے باوجود کہ جبری اقبال واقرار شرعاً ناجائز ہے۔ (ابویوسف صفحہ ۱۰۷)۔ اس کے علاوہ وہ ذمی کی اور دیگر ایسے لوگوں کی شہادت بھی لے سکتا تھا جن کی شہادت محکمہ قضاۃ میں قابلِ سماعت نہیں ہے۔ اسی طرح وہ ایسے مظالم کے خلاف بھی شکایتیں سُن سکتا تھا جن کے لئے حدُود موجود ہیں یا خاص سزا مقرر ہے جو لوگ صاحب الشرطہ کے عہدے پر مامور ہوتے تھے وہ اکثر اپنے ظلم اور بد دیانتی کے لئے بدنام ہوتے تھے۔

چوتھی صدی ہجری میں پولیس

چوتھی صدی ہجری میں علمائے شریعت شرطہ کے اعمال پر اثرانداز ہوئے اور انہوں نے شریعت کی روشنی میں "شرطہ" کے کردار کو منضبط کرنا چاہا۔ ان مساعی کے نتیجہ میں خلیفہ مقتدر نے یمن طولونی کو جو بغداد کا صاحب الشرطہ تھا، حکم دیا کہ فقہاء کی مجالس میں لوگوں کی دادرسی کی جائے اور وہ ہر معاملہ اور ظلم وستم کی دیکھ بھال کریں اور اس کے بارے میں فتویٰ دیں۔ چنانچہ اس کام کے لئے فقہاء مقرر ہوئے جو اصحاب الشرطہ کی کارکردگی کی نگرانی کرتے تھے تاکہ ان کا طرزِ عمل شریعت کے مطابق رہے۔

اسی طرح خلیفہ حاکم نے پولیس (شرطہ) کے نظام میں یہ اصلاح کی کہ ہر پولیس اسٹیشن پر دو عادل گواہ موجود رہیں اور جس مجرم کو کوئی سزا دی جائے وہ ان کی توثیق کے بعد دی جائے۔ بہرحال مذکورہ بالا دونوں اصلاحات زیادہ کامیاب نہیں ہوئیں۔

۳۶۹ھ میں صاحب الشرطہ اور قاضی میں اختصاص (JURISDICTION) کا اختلاف پیدا ہوا۔ کیوں کہ صاحب الشرطہ نے کوئی ایسا حکم دیا تھا جو اس کے دائرہ اختیار میں نہیں تھا۔ قاضی نے اس کے حکم پر اعتراض کیا۔ لیکن وزیر

نے مداخلت کرتے ہوئے یہ کہا کہ ہر دو محکموں کو ایک دوسرے پر اعتراض کا اختیار نہیں ہے۔ بہر حال چوتھی صدی ہجری کے اختتام تک قاضی نے اصحاب الشرطہ کو شریعت کے معاملات میں بولنے سے منع کر دیا اور خلیفہ کی طرف سے حکم جاری ہوا کہ آئندہ مظالم کے مقدمات کی سماعت بھی قاضی کے دائرہ اختیار میں ہو گی۔

دعوۃ اکیڈمی کے اغراض و مقاصد

- دعوت و تبلیغ کے میدان میں تعلیمی، تربیتی اور تحقیقی پروگراموں کی منصوبہ بندی کرنا اور اُنہیں فروغ دینا۔
- مساجد کے ائمّہ اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے تربیتی پروگرام تیار کرنا۔
- دعوت و تبلیغ اور تربیتِ ائمّہ کے پروگرام کا لائحہ عمل اور طریقِ کار وضع کرنا۔
- دعوتی میدان میں اسلامی لٹریچر کی تیاری اور اس کو پھیلانے کیلئے مناسب منصوبہ بندی۔
- دعوتی نقطۂ نظر سے سمعی و بصری پروگرام تیار کرنا۔
- ملک کے اندر اور باہر دعوت اسلامی کے مقاصد رکھنے والے دیگر اداروں کے ساتھ تعاون اور رابطہ
- خط و کتابت کے ذریعے عوام الناس تک دین کی دعوت پہنچانا۔
- دعوت و تبلیغ کا ایک بین الاقوامی معلوماتی مرکز قائم کرنا۔
- اکیڈمی کے مقاصد کی تکمیل کے لیے دعوتی کُتب، رپورٹوں، تعلیمی جائزوں اور دیگر ایسے مواد کی اشاعت کا اہتمام کرنا جو دعوتی کام میں ممد و معاون ہو۔
- اکیڈمی کے پروگرام کو آگے بڑھانے کے لیے علاقائی مراکز قائم کرنا۔

دعوۃ اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد